

حمد و نعت

کا

نذرانہ عقیدت

گر قبول

افتد

زہے افتد

وسیم قاسمی

حمد

ہمہ جہت عدالت تیری

ہمہ سمت عظمت تیری

جس جا بھی نظر حق ڈالو

ہر جا ہے قدرت تیری

کائنات کا ذرہ ذرہ

جسم کا رواں رواں

شان حق کے آگے

کرتا حمد مدحت تیری



کیا ہے اسکی شان کبریائی
سجدہ ریز ہے خلقت تیری
یہ عاصی لیکر آنکھ میں نمی
مکمل التجا ہے عبادت میری

زندگی میں گر ہے، ناقص بندگی
یہ زندگی ہے تبس شرمندگی
یہ آرزو بنگئی اب دعاء و سیم کی
بندگی مکمل کرے رحمت تیری

نعت

فرشِ ناعرش ہے یہ اعلان میرے پیارے نبی کی یہ شان

اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

آقا میرے فخرِ رسلِ فخرِ انبیاء باطل کے مقابل حق کی یہ شان

اللَّهُ غَنِيٌّ، كَتَبَی اُوْنَحِی اُنْكَی شَان اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

بجز خدا کسی کو نہیں ہے معلوم کیا ہے انکی حد، انکی آن بان

ہمیں یہ معلوم کہ کہتا ہے قرآن اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

آمنہ کا چاند، عبد اللہ کا درِ یتیم اسکے سامع ہیں کون و مکان

جہوم کے کہتے زمین آسمان اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

کہتا و یتیم جب نام آئے محمد کا پڑ ہو در در، ہوگا تھر فیضان

اسلئے کہ خدا کا، بھی فرمان اللَّهُ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

اردو نعت (عربی بحر)

اے ماہ عرب، اے مہر عجم، اے شمع حرا سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ
یہ فرش زمیں عرش بریں یہ ارض و سما سب کے یہی رسول یہی خاتم الانبیاء

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

وہ ایک رات میں کہاں سے کہاں پہنچا اک پل میں اقصیٰ اور پھر سدرۃ المنتہی
یہ ماہ، نجوم کہکشاں، سب اسکے نقش پا لایا عرش سے فرش پر نیا فرہاں خدا

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

تیرے قول و عمل سے ہوا دافراں خدا ہے فوز فلان اپنا یا جس نے اسوہ تیرا
کچھ یاد نہیں کچھ فریاد نہیں اسکے سوا ہر سانس ہو میرا فخر اصل علی صل علی

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

ہو اتباع تیری تقدیر چکے میری مانگے ہے روح و جسم اب یہی دعاء

پھیلے سارے جہاں میں اسوہ تیرا تیری اطاعت، سنوارے دین دنیا

سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَجْمَلُكَ مَا أَحْسَنُكَ مَا أَكْمَلُكَ

عربي لغت

هُوَ أَعْلَى هُوَ أَرْفَعُ بَعْدَ اللَّهِ هُوَ مَوْلَى هُوَ مُلْجَأٌ بَعْدَ اللَّهِ

هُوَ نَبِيُّ اللَّهِ هُوَ حَبِيبُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ

إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ هُوَ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ حُجَّةُ الْأَنْبِيَاءِ هُوَ دُعَاءُ حُلَيْلِ اللَّهِ

صَاحِبُ شِقِّ الصَّدْرِ وَالْقَمَرِ لِمَنْ سَبَّحَ الْحَجَرِ وَابْنُ عَبْدِ اللَّهِ

هُوَ خَلِيفَةُ اللَّهِ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ

هُوَ صَاحِبُ الْوَحْيِ وَالْقُرْآنِ هُوَ صَاحِبُ الْأَسْرَاءِ إِلَى اللَّهِ

شَافِعُ الْمُحْشَرِ سَاقِي الْكُوثرِ هُوَ هَادِي الْبَشَرِ أَخْ كُلِّمِ اللَّهِ

هُوَ صَفِيُّ اللَّهِ هُوَ حَمِيدُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ

إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهَهُ كَمَا وَرَدَ كَأَنَّهَا فَلَقَةُ قَمَرٍ وَجْهَ نَبِيِّ اللَّهِ
 أَلَيْنُ الْكَافِينَ ، أَشْكَلُ الْعَيْتِينَ كَانَ مَخْخَمُ الْيَدَيْنِ هُوَ صِبْغَةُ اللَّهِ
 هُوَ مَطِيعُ اللَّهِ ، هُوَ رَفِيعُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ أَحْسَنُ الْخُلُقِ وَأَحْسَنُ الْخُلُقِ
 لَمْ تَزَرْ بِهِ صِبْغَةً مَعَ أَنَّهُ خَلَقَ اللَّهُ وَبِئْسَ قَسِيمٌ فِي أَشْفَارِهِ وَطَفٌ
 فِي عَيْنَيْهِ دَعَجٌ وَصَوْتُهُ ضَحَلٌ مِنَ اللَّهِ
 هُوَ أَحْمَدُ اللَّهِ ، هُوَ مُحَمَّدُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سَلَامٌ فِي الْعَرَبِي

سَلَامٌ عَلَى مَنْ أَزْهَقَ الْبَاطِلَ وَالْحَقَّ قَدْ أَظْهَرَ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ نَوَّرَ نَوَاجِي الْعَالَمِ بِحَدِيثِهِ الْأَنْوَرِ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ هَادَى الْبَشَرَ عَلَى فُخْرِ الْبَشَرِ
 سَلَامٌ عَلَى مَنْ نَادَى الْأُمَّمَ عَلَى شَافِعِ الْمَحْشَرِ

سَلَامٌ عَلَى مَنْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ الْمُقَدَّسُ الْمُنِيرُ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ شَقَّ صَدْرَهُ وَغَسَلَ قَلْبَهُ الْأَطْهَرُ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ رَفُضَ لِلْإِسْلَامِ شِمْسًا وَالْقَمَرُ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ تَحَتَ أَقْدَامِهِ تَاجُ كِسْرَى وَقِيَصِرُ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ فِي إِشَارَتِهِ الْوَحِيدَةِ شَقَّ الْقَمَرُ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ سَارَ أَقْصَى وَزَارَ رَبَّهُ الْأَكْبَرُ
سَلَامٌ عَلَى لِمَنْ سَبَّحَ الْحَجَرُ لِمَنْ مَشَى الشَّجَرُ
سَلَامٌ عَلَى لِمَنْ وَقَفَ الْجَبَلُ لِمَنْ هَكَى الْمُنْبَرُ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ شَجَّعَ أَصْحَابَهُ فِي أَحَدٍ وَبَدَّرُ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ اِنْتَخَبَ أَبَا بَكْرٍ عُمَرُ عُثْمَانُ حَيْدَرُ
سَلَامٌ عَلَى حَبِيبِ اللَّهِ سَلَامٌ عَلَى خَيْرِ الْبَشَرِ
سَلَامٌ عَلَى مَنْ يَشْفَعُ لِرُؤَسَائِهِمُ وَالْجَمِيعِ فِي الْمَحْشَرِ

مولانا یوسف اختر جمال قاسمی ☆

مطلوب کیا ہے؟

[illegible]

جوں کے شہرے دارالسلام میں جناب مولانا یحییٰ مصوری صاحب کا مضمون نذر سے گزرا۔ زبان میں شائستگی، برہنہ جی ہے، انداز بھی مدلل ہے جو اثر انداز بھی ہوتا ہے، مفاصل مضمون نگار نے مسئلوں کے عروج و زوال کے چند دو سو سال حقائق کو بہت خوب صورت انداز سے سمیٹا ہے اور اپنے فکر کے مستانی پہلوں کی جانب نشان دہی بھی کی ہے۔

کاش یہ مضمون زیادہ اعتدال سے نہ ہوتا، اور ایک حقیقت کو ابھار کر دوسری حقیقت کو مستند کرنا جو راحت مند تجربہ نکلاتا۔

☆ پوسٹ بکس نمبر 1590 دامام، سعودی عرب

فاحش مضمون نگار نے ایک انسانی نظریہ کو نظر انداز کر دیا اور جہاں عارفانہ برتتے ہوئے یہاں تک فرما دیا کہ قرآن کی کوئی آیت یا ایک حدیث بھی انسانیت یا ماکیت کی وضاحت نہیں کرتی۔ جب کہ مالک یوم الدین سے ملک الناس تک ماکم اور ماکیت کا مضمون پورے قرآن میں تنبیہ کی طرح جڑا ہوا ہے بشرطیکہ دلائل اخص، اقتضاء اخص اور اشارۃ اخص کی تنبیہ سے قرآن کی عبادۃ اخص کا عائد مطالعہ کیا جائے اور افلا تہ بدون، افلا تفرحون کی دعوت پر لبیک کہا جائے ورنہ طائرانہ مطالعہ سے تو آیت درجہ بھی نہ ملے گی بلکہ قرآن کی تعداد اور نزوح کی تفصیل بھی نہ حاصل ہوگی۔ قرآن کی طرح احادیث تو فی اور فعلی (دینی ریاضی زندگی) سے مستند نہیں بلکہ قرآن کی طرح عصری تعبیرات کے صدف حاصل کرنا ضروری ہے جب ہی ماکیت الہیہ، اقامت دین، انسانیت جیسے موتی حاصل ہوتے ہیں۔

در اصل ہر موضوع کے کلیات زمانہ قدیم میں بھی تھے مگر اب کلیات کا ہر ہر جز ایک موضوع کا کر سائنس آ رہا ہے۔ یہ اعجاز قرآنی ہے۔ اس کے الفاظ ہر موضوع کے لئے ہر دور میں روا ہدایت ہیں۔ اب ہر عمری بچہ دجائت سیارہ (یوسف) کا مضمون (کتوبی کے پاس گاڑی آئی) سمجھ جاتا ہے۔ اسی طرح لفظ حکمت (Wisdom) کی اگر ریسرچ کی جائے تو یہ لفظ سیاست پر پابسانی منطبق ہوتا ہے۔ پردہ سبکیٹ جس کو ہم جدید کہتے ہیں یقیناً اس کے کلیات قرآن میں موجود ہیں چاہے وہ علم سیاست ہو یا علم کلیات۔ ہر نئے موضوع کو اہل علم کے لئے دین الہی سمجھیں دین مغرب سمجھ کر (بلکہ چکر) اس سے اعراض نہ کریں۔ بغض مغرب (ایسا منشی غلطی جذبہ جو صدیوں کی ٹکلی اور علم و گناہوں میں بچھڑنے کی وجہ سے ہم میں ہے اس کو حب اسلام) کے مثبت جذبہ پر عال نہ آنے دیں۔ مثلاً اسلامی انسانیت یا عکرائی کا نظریہ تو دنیا میں اسی وقت قائم ہو گیا تھا جب حضرت آدم کو جنت سے غلہ ارض دیا گیا اور جب حضرت نوح نے سفینہ کی ایک چھوٹی سی انسانیت سے عکرائی کا آغاز کیا، خاص کر چودہ سو سال پہلے تو یہ سبق ثوب نکھر کر سامنے آیا جس کی وضاحت اس صدی کے علماء مجتہدین نے عصری انداز میں فرمائی۔ انہوں نے بتا دیا کہ ایک نبوی (سنت نبوی) ہے، جیسا نہیں۔

در اصل نہ صرف انسانیت ہمارا مطلوب ہے نہ صرف دعوت و تبلیغ، حتیٰ کہ تنہا تزکیہ نفس (اصلاح فرد) بھی ہمارا مطلوب نہیں بلکہ ان تینوں کا مجموعہ (علماء) اور رشتائے انبی (اعتقاداً) ہمارا مطلوب و مقصود ہے۔

پوری انسانیت کے لئے دعوت یقیناً ہمارے مطلوب کا ایک اہم ترین جز ہے مگر اس کی

تخیل اسٹیٹ (خلافت) تزکیہ (احسان) کے بغیر ممکن نہیں جو صرف رضائے الہی کے لئے ہوتی چاہئے، گویا ایک مسلم (فرد یا قوم) کا مطلوب نہ صرف معاشرہ ہے اور نہ صرف اسٹیٹ بلکہ مطلوب و مقصود یہ چاروں اجزا ہیں۔

مطلوب و مقصود کی مزید وضاحت اس حدیث کی روشنی میں کی جاسکتی ہے کہ تم اگر کوئی برائی دیکھو (یعنی معاشرہ اگر براہِ اخلاق سے ہٹ رہا ہے) ہاتھ سے (توت و حکومت کے ذریعے) اس کو بدل دو اگر اس کی (اچھی) مخالفت نہیں تو (دعوت و تبلیغ کے ذریعے) اچھائی کی روح پھونکو اور معاشرہ کو زبان سے بدلو اور اگر اس کے بھی حالات اجازت نہیں دیتے تو دل میں برا جانو (اور اپنا تزکیہ نفس کر کے کم از کم معاشرہ کے ایک فرد کو بگاڑ کر دیکھو) مگر یہ ایمان کا (مطلوب و مقصود کو عملی جامہ پہنانے میں) کافی درجہ ہے۔

جب جب مطلوب و مقصود کے اجزا کا توازن یا تناسب ہمارے دل و دماغ کے رن وے پر بگڑا اور اسلام فزینکی (اسلام آباد تو کیا) کسی بھی رن وے پر ضائع پایا۔

کئی صدیاں یونانی فلسفہ کے زیر اثر رہیں اور صرف تزکیہ نفس کو اساس و مطلوب بنا کر حاکم و محکوم کے تعلق تک کو فلسفیانہ بحث کا رنگ دے دیا گیا۔ جس کو صوفی ازم، جوگ ازم، ورجان ازم نے اتنی ہوا دی کہ معاشرہ وحدۃ الوجود اور اتالیق کے فلسفہ میں الجھ گیا اور اسلام کٹیا، خافقاہوں میں سمٹ گیا یا پیاڑوں پر بیٹھ گیا۔ یہ جزوی مطلوب آج بھی وحدت ادیان کا جال اٹھائے گھومتا رہتا ہے جب خلافت اسلامیہ لڑکھڑاہی خمی اور مغرب متحولات ہی نہیں بلکہ محسوسات کے ذریعہ

پوری دنیا پر اپنے قدم بٹھا رہا تھا اس وقت ملکر نین اسلام نے درس و تدریس، دعوت و تبلیغ (جو نہایت ضروری اور بہت اہم قدم تھا) کو اپنا مشن بنا کر اٹالیہ اسلامی کو محفوظ رکھنے کی مخلصانہ کوشش کی جس میں کافی حد تک کام پایابی ملی مگر دفاعی انداز کا جب سے ہی آغاز ہو گیا اور آہستہ آہستہ انسانیت کے لئے پراسن (یعنی زبانی) دعوت و تبلیغ پر ہی اکتفا کر لیا گیا بلکہ گذشتہ ڈیڑھ صدی سے کیونزم سیکولرزم کے سیلاب کے زیر اثر دعوت و تبلیغ میں (بادائستہ طور پر) نئی تعبیرات بھی استعمال ہونے لگیں۔ حتیٰ کہ اتحاد انسانی (جب کہ اس میں باقی الہ بھی شامل ہیں)، وطن پرستی (پرستش صرف اللہ کے لئے ہے)،

عافیت پسندی جیسے الفاظ و جملوں میں اچھے رچ بس گئے کہ (زبانی) دعوت و تبلیغ پر آسانی (مسادات) پند، روشن خیال اور انسانیت کے پرستاروں کے ذریعہ (اساس و مطلوب بن گئی اور اسٹیٹ جیسا اہم عنصر طاق نسیاں ہوتا چلا گیا۔ گذشتہ صدی کے کچھ مفکرین اسلام نے اس اہم مفکر کو یاد دلایا۔ غلامیاسق پڑھ بھرا ماست کا اس پر لبیک کی آواز مختلف گوشوں سے آئی جس پر ہلکھو بھی ہوا اور دشمن خیالوں نے یہ بھی کہا کہ رقبہ کو کم سمجھ کر اقبال بول اٹھے۔، ہندوستان کیا جہاں ہمارا۔ لا الہ کے نام پر جب اسٹیٹ بنی تو

پاکیزہ محبت

من علق فلفل و کتم فعات مات شہیدا

ترجمہ: جسے عشق کیا اور پاکہ اسن رہا اور عشق چمپانے رکھا اسکی شادت کی موت ہوگی

(تجدید تصوف و سلوک صفحہ ۱۳۷)

اس حدیث کو کچھ محدثین نے نے ضعیف یا موضوع بھی قرار دیا ہے یہ ایک طویل علمی بحث ہے

مگر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ علیہ اس کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ یہ عشق غیر ارادی اور غیر اختیاری ہو اور پھر

ناموشی اختیار کی جائے گویا عشق حقیقی کی ایک قسم عشق مجازی ہوئی جو سیرجی ہے عشق حقیقی کی

اسی کو مولانا ابوالکلام آزاد نے اس طرح فرمایا کہ عشق حقیقی کے لئے دل کے ایندھن سے پولا گرم ہو جاتا ہے اور صرف ہانڈی بدلنے کی دیر ہوتی ہے عشق مجازی کے بدلے عشق حقیقی یعنی عشق الہی کی ہانڈی دل کے ایندھن پر رکھنی ہوتی ہے ---

جب ہی توشیح عارف بامی فرما گئے ہیں کہ ۔

۔ سحاب از عشق او مجازی است ۔۔ کہ آں ہر حقیقت کار سازی است ۔۔۔

ترجمہ ۔ عشق سے سماگا نہیں ہا سکتا اگرچہ مجازی ہو ۔ کیونکہ یہ ایک عید ہے عشق حقیقی کا عشق الہی کا جو زندگی کا مقصد اولیں ہے

ما فاشیر ازی فرما گئے ہیں ۔۔ ہرگز نہ میر داککہ دلش زندہ شد بعشق ۔۔

ترجمہ وہ شخص کبھی نہیں مرتا جبکہ دل عشق سے زندہ ہے ۔

صاحب مناقب نوحیہ حضرت شیخ محمد صادق شیبانی فرماتے ہیں، کہ ایک روز میں غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ تم شیخ سید احمد دقاسی (۵۵۲ھ) کے پاس باء و اور پہنچو کہ عشق کیا ہے اور اس کا جواب مجھے لا کر دو۔
 خادم حاضر ہوا اور بیٹھام سنایا۔ شیخ نے یہ سنا کہ ایک سرد آدھ ہاں سوز کھینچی اور فرمایا۔۔

العشق نار بحرق ما سوا الله۔۔ ترجمہ۔ عشق تو سب کچھ جلا دیتا ہے بجز اللہ کے۔۔ (خزینۃ الاولیاء۔ ص۔ ۲۵۹۔)

ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ عرش الہی اٹھانے ہوئے ہیں انھوں نے بایبید ہستی سے تعبیر پہنچی تو فرمایا کہ عاشق الہی کا جواز اٹھانا ہی عرش اٹھانا ہے۔ (۔ صوفیائے نقشبندیہ ۹۵)

علامہ اقبال فرماتے۔۔ نگاہ عشق مستی میں وہی اول وہی آخر۔۔

بہر حال عشق کو اگر اچھے بیچ پر لے جایا جائے تو اس سے بہت فائدہ ہو سکتے ہیں، عشق ایک حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا یہ دقت قلب کی نشانی ہے، عشق جذبات انسانی کا ترجمان ہے، عشق احساسات کا دریا ہے جس میں عشق محبت کا جذبہ زمین و آسمان کو گویا بے حس انسان ہے، جیسے لوہا ہتھکڑی کے لئے قرآن میں اسکو قنات قلبی سے تعبیر کیا گیا ہے، فرمایا گیا ہے کہ،

ثم قست فلویکم من بعد ذلک فہی کالحجارہ او اشد قسوہ،، (البقرۃ: ۷۴)

ترجمہ، پھر تمہارے دل بہت سخت ہو گئے ہتھکڑی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت

آخر میں (اشرف الموعظ ج ۲ ص ۱۲۷) کی اس بات پر اپنی بات فہم کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی محبت میں شان عقلیت غالب ہوتی ہے اور ہم جنس کی محبت میں شان طبیعت غالب ہوتی ہے اور سرسری نظر میں محبت عقلی محبت طبعی کے سامنے منضحل معلوم ہوتی ہے حالانکہ معاملہ بالعکس ہے،

وسیم قاسمی

سعودی عرب اور انڈوپاک کی طباعت قرانی

طباعت قرانی کی توفیق جملہ حاصل ہو جائے اسکے لئے یہ ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ سعودی عرب کے فرمانروا عزت مآب جناب شاہ فہد مرحوم نے مدینہ منورہ میں قرآن کی طباعت کے لئے ایک نہایت نفیس جدید مشین سے آراستہ پرنٹنگ پریس کا انتظام فرما رکھا ہے جہیں سینکڑوں نسخہ قرآنیہ کی طباعت ہوتی رہتی ہے۔ سبز رنگ کی دلاویز جلد، عربی رسم الخط کی خوشا تحریر، قاری کے لئے سکون و طمانینت کا سامان مہیا کرتی ہے، لیکن برصغیر کی طباعت اور مدنی طباعت کے انداز تحریر میں کچھ فرق ایسے ہیں جنکی جانکاری کے بغیر اصحاب برصغیر کو تلاوت میں دشواری پیش آتی ہے بالخصوص ان حضرات کو جو عمرہ یا حج کے لئے سعودیہ تشریف لاتے ہیں اور مدنی مطبوعہ قرآن ہی تلاوت کے لئے پاتے ہیں، یہ خادم قرآن: دارالسلام: کے ذریعہ چند رموز قرآنیہ: [مطبوعہ مدنیہ، مطبوعہ برصغیریہ،] کی جانب نشاندہی کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ ایک مختصر سا: موازنہ: سامنے لانا چاہتا ہے۔ تاکہ ہر طرح کے قاری کو تلاوت میں سہولت حاصل ہو سکے۔ مثلاً، انداز طباعت یا انداز تحریر کا فرق

[۱]: مدنی مطبوعہ: میں صرف سورت کا نام اور بسم اللہ لکھ دی جاتی ہے برخلاف:

مطبوعہ برصغیر: میں سورت کے نام کے ساتھ تعداد آیات اور مکی مدنی سورت کی بھی نشاندہی کی جاتی ہے۔ بلکہ مدنی مطبوعہ میں کچھ سورتوں کے نام تک بوجہ روایت

مختلف ہیں، مثلاً -----

مدنی مصحف میں سورت کا نام	برصغیر کے مصاحف میں سورت کا نام
الامراء	بنی اسرائیل
غافر	المومن
فصلت	حم سجدہ
الانسان	دھر
المسد	الطہ

[۲] اسی طرح مدنی مطبوعہ میں رکوع کی کوئی علامت نہیں بلکہ رکوع موجود ہی نہیں

یاں سٹار {#} کی یہ علامت مدنی مطبوعہ میں ہے۔ جو حزب کی نشاندہی کرتی ہے۔

جس طرح: انڈوپاک: مصحف میں تیس پارے ہوتے ہیں اسی طرح مدنی مطبوعہ میں

ساتھ حزب ہوتے ہیں [عام طور پر نئے حزب سے نیا مضمون شروع ہوتا ہے]

[۳] مدنی مطبوعہ: میں پاروں کا آغاز: علی لائن: سے نہیں: ہوتا بلکہ درمیان صفحہ سے

بھی ہو جاتا ہے [جیسے، اقل ما اوحی الیک اکیواں پارہ یا وھالی لا اعد

تیمیواں پارہ درمیان صفحہ سے شروع ہوا ہے] بس اس صفحہ کے اوپر ایک جانب

الجزء الاول: یا الجزء الثاني یا الثالث: تحریر ہوتا ہے۔ پارے چونکہ سماعی نہیں

میں اس لئے اس کا اتنا اہتمام نہیں ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ قطع مضمون نہیں

ہوتا، مثلاً جو تھے پارے کی آخری آیتیں [حرمت علیکم امہاتکم]: آیت تحریم کلماتی

میں ہر کا تسلسل پانچویں پارے [والمحسنات من النساء] تک ہے، موما چوتھا پارہ ختم

کر کے پانچواں پارہ دوسرے دن یا دوسرے وقت تلاوت کر لیا جاتا ہے، اس کو فن تجوید کی

اصطلاح میں: قطع تلاوت: کہتے ہیں درمیان موضوع دانستہ قطع کرنا مکروہ تحریمی

کہلاتا ہے، شاید پاروں کی علی حروف کی لکھاوت بھی: قطع تلاوت: کا سبب بن رہی ہو

، کیونکہ عوام الناس کو ایک بڑا وقفہ نظر آتا ہے اور دو پاروں کے حساب سے تلاوت مکمل

کر دیتے ہیں، بہر حال پاروں کی اہمیت مدنی مطبوعہ میں شاید بہ نسبت سوروں کے زیادہ

نہیں ہے کیونکہ سوروں کے نام بہر حال سماعی ہیں۔

[۴] مدنی مطبوعہ میں یہ بھی ایک آرٹ ہے کہ انداز طباعت سے تجویدی اصطلاحات کی نشاندہی کی گئی ہے، مثلاً۔ تنوین [دوزیر دوزیر دو پیش] کا انداز طباعت۔ اظہار، انشاء، ادغام وغیرہ کا اشارہ کرتا ہے۔ مثلاً، ضمتین معکوستین [وہ] اظہار کی علامت {غند نہ ہونا} ہے۔

اور تنوین مساوی بھی [وہ] اظہار {غند نہ ہونا} کی علامت ہے

ضمتین غیر معکوستین [وہ] ادغام کی علامت ہے {یہاں غند نہ غمہ ہوگا}

اور۔ تنوین غیر مساوی [وہ] انشاء یا ادغام {غند نہ ہونا} کی علامت ہے،

مدنی مطبوعہ	انڈوپاک مطبوعہ	ملاحظات
قوم ہادی {تنوین مساوی}	قوم ہادی {تنوین مساوی}	تنوین مساوی: جو اظہار کی علامت ہے {غند نہیں ہوگا}
غفوراً شکوراً {تنوین مساوی}	غفوراً شکوراً {تنوین مساوی}	تنوین غیر مساوی: جو انشاء کی علامت ہے {غند ہوگا}
خشدبہ مسندہ {ضمتین مساویہ} وجوہ یومئذ {ضمتین مساویہ} سمیع علیہ {ضمتین معکوستین}	خشدبہ مسندہ {ضمتین مساویہ} وجوہ یومئذ {ضمتین مساویہ} سمیع علیہ {ضمتین معکوستین}	<p>(وہ) علامت ادغام [اور مدنی مطبوعہ میں: ہم پر تشدید]</p> <p>(وہ) انشاء کی علامت [کیونکہ مدنی مطبوعہ میں: ہی پر تشدید ہے]</p> <p>{وہ} علامت اظہار [مدنی طباعت میں الٹا پیش کا مطلب اظہار ہے گویا غند نہیں ہوگا۔]</p>

[۵] اسی طرح مدنی مطبوعہ میں جزم [سکون] کے مختلف انداز ہیں جس سے مختلف تجویدی اشارے کیے گئے ہیں مثلاً ایک چھوٹا سا گول دائرہ اس حرف کے اوپر بنا ہوا ہوتا ہے جسکو نہیں پڑھا جاتا، اس گول دائرہ کو: سکون ملغی: [نہیں کرنے والا جزم] کہا جاتا ہے

ملاحظات

مدنی مصحف

مصحف اندوپاک

يَنْتَلُوا صُحُفًا	يَنْتَلُوا صُحُفًا	[۵۱] مدنی مصحف میں الف پر گول دائرہ ہے
أُولَٰئِكَ	أُولَٰئِكَ	[۵۲] مدنی مصحف میں: واو پر گول دائرہ ہے
نَبِيَّائِ الْمُرْسَلِينَ	نَبِيَّائِ	[۵۳] مدنی مصحف میں: ی پر گول دائرہ ہے

سکون طویل بھی جس حرف پر ہوتا ہے وہ نہیں پڑھا جاتا

أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ	أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ	[۵۴] اندوپاک مصحف میں کوئی نشان نہیں
لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي	لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي	[۵۵] مدنی مطبوعہ میں الف پر ایک لمبا چراغ نما دائرہ ہے

سکون معری۔ مدنی مصحف میں مدغم والے حرف پر اگر کوئی علامت نہ ہو تو یہ اشارہ ہے کہ یہ حرف اپنی پوری صفات کے ساتھ مدغم ہو گیا یہ تجوید کی اصطلاح میں: ادغام کامل: ہے۔ جیسے،

أَجَبْتُ دَعْوَتَكُمْ	أَجَبْتُ دَعْوَتَكُمْ	— مدنی مطبوعہ میں جزم سے ماری دہلے کا مطلب یہ ہے کہ یہ حرف کالعدم ہو گیا مصحف اندوپاک میں جزم لکھا ہوتا ہے کامل غیر کامل کی کوئی تفریق نہیں ہے
وَلَبِثْتُ ذَٰلِكَ	وَلَبِثْتُ ذَٰلِكَ	
أَلَمْ تَخْلُقْهُمْ	أَلَمْ تَخْلُقْهُمْ	

سکون نصف راسی۔ [ج: کا آدھا سرا] یہ اظہار کی علامت ہے۔ گویا وہ حرف

وضاحت سے پڑھا جاتا ہے۔

مِنْ خَيْرٍ وَيَنْتَوْنَ قَدْ سَمِعَ وَحُضِّنْ	مِنْ خَيْرٍ وَيَنْتَوْنَ قَدْ سَمِعَ وَحُضِّنْ	[ج:] اندھ پاک مطبوعہ میں ہم کی ایک ہی نشانی ہے۔ (السا اور اللہ) کا فرق نہیں
---	---	--

[۶] مدنی مطبوعہ میں ہمزہ کی طباعت میں بھی فرق ہے

ہمزہ اصلی: [یعنی لفظ کے: اس کے] میں ہمزہ موجود ہو اسی لئے الف پر اگر زیر

ہے تو ہمزہ نیچے لکھ دیا جاتا ہے ورنہ اوپر [اور: ہمزہ وصلی: میں لفظ وصل کا مخفص آدھا

ص: صد الف کے اوپر بنا دیا جاتا ہے، یہ ہمزہ حالت وصل میں نہیں پڑھا جاتا اگر اس

سے ابتدا کی جائے تو اس پر حرکت دی جاتی ہے [اسم ہے تو زیر اور فعل ہے تو مختلف

قاعدوں کے مطابق زیر یا پیش دیا جاتا ہے]۔ بہر حال ان دونوں الفوں کیلئے مدنی

مطبوعہ میں الگ الگ نشانی ہے جبکہ انڈوپاک کے مصحف میں صرف الف لکھا

جاتا ہے۔ ہمزہ وصلی کی مثال یہ ہے۔۔

مدنی مطبوعہ	مطبوعہ ہند	ملاحظہ
بَرَئَاکَ اَنْعَمْتَ اَوَّلَئِکَ مَکْکُولَ	بَرَئَاکَ اَنْعَمْتَ اَوَّلَئِکَ مَکْکُولَ	مدنی مطبوعہ میں الف کے نیچے ہمزہ پر زیر ہے سے جبکہ برصغیر والے مطبوعہ میں الف کے نیچے صرف زیر ہے اسی طرح زیر پیش اور جزم میں الف پر ہمزہ؛

اور ہمزہ وصلی کی مثال اس طرح ہے ۔۔

اللہ الرَّحْمٰنُ اَدْعُوْا اَسْكُنْ اِقْضُوا اَعْلَمُوا خَيْرًا الْوَصِيَّةِ لَمَرْءٍ الَّذِي عَزِيْزٌ اَبْنُ اللّٰهِ	اللہ الرَّحْمٰنُ اَدْعُوْا اَسْكُنْ اِقْضُوا اَعْلَمُوا خَيْرًا الْوَصِيَّةِ لَمَرْءٍ الَّذِي عَزِيْزٌ اَبْنُ اللّٰهِ	یہاں انڈوپاک مصحف میں سب پر زیر زبر ہے یہ آسان بر خلاف مدنی مطبوعہ کے اس میں صرف [م] کی نشانی ہوتی ہے، جسکی وجہ سے قاعدہ جانے بغیر پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے اسلیطرح تنوین کے بعد ہمزہ وصلی ہو تو عوام کیلئے پڑھنا کچھ دشوار ہو جاتا ہے کیونکہ مدنی مطبوعہ میں نون قطعی لکھی نہیں ہوتی بر خلاف برصغیر کے جو کہ آسان ہے
---	---	--

الف مقصورہ [کھڑا الف] کے استعمال میں بھی کچھ فرق ہے ۔ نیچے

مَجْرُوبًا	مَجْرُوبًا	تجویداً اس لفظ میں مدنی مطبوعہ میں الف مقصورہ اور انڈوپاک میں نیچے ہے
ءَاثِمٌ ءَاثِفًا	اَذِمٌ اَثِفًا	اعمال تجوید کی اصطلاح میں اسکو ہول کہا جاتا ہے مدنی مطبوعہ میں الف مقصورہ کے بدلے ہمزہ کے بعد ممکن الف کھڑا کیا
الْاٰمِنِيْنَ	الْاٰمِنِيْنَ	اسے اسی طرح نہ ممکن ہے یہ بھی تجویدی اصطلاح

النَّبِيِّينَ	النَّبِيِّينَ	ہے اس آیت میں مقصود کہ جسے اپنے نبیوں
إِنْ رَبُّكَ كَانَ بِكُمْ بَصِيرًا	إِنْ رَبُّكَ كَانَ بِكُمْ بَصِيرًا	یا اپنے مشکل جگہ <u>واو مستفیضہ</u> لکھ دیا گیا ہے